

حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ

جہاد افغانستان اور حقانی شہداء

مولانا احمد گل شہید، مولانا فتح اللہ شہید اور مولانا طالب محمد شہید

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر (الاحزاب)
ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کہہ دکھایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے۔ پھر کوئی ہے ان میں کہ پورا کر چکا
اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھتا (یعنی انتظار میں ہے)

مولانا احمد گل شہید

جس درج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

اخبارات میں یہ خبر شہرہ سرفروشیوں کے ساتھ شائع ہوئی۔ غیر ملکی پریس اور ذرائع ابلاغ نے اس پر سیر حاصل تبصرے
کئے کہ جہاد افغانستان میں برسرِ پیکار مجاہدین کے صفِ اول کے رہنما مولانا احمد گل صاحب حقانی نے پکتیا کے محاذ پر
روسی استعمار کے گماشتوں کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کیا۔ ادیبوں مجاہدین افغانستان ایک سرِ بکعت مجاہد، ایک
سرفروش رہنما، ایک عظیم الشان عالمِ دین اور کفن بردوش منظم سے محروم ہو گئے۔ یہ جگہ پاش اور دھڑا پاش سانحہ اس
وقت پیش آیا جب وہ دشمن کے مورچوں کو سبوتاژ کرنے میں مصروف تھا۔ اور برابر پیش قدمی کرتا رہا۔ تا آنکہ دشمن
نے ان کے گرد گھیرا ڈالا۔ اور ان کے درمیان محصور ہوئے۔ دشمن برابر اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے رہے۔ بالآخر
مجاہد موصوفت توپوں کی شدید گولہ باری کی زد میں آ گئے۔ اور نہایت ہی بے جگری کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کرتے
ہوئے بارگاہِ رب العزت میں سر بلند دیں اور آزادی ملت کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کیا۔ ادیبوں ان کی بے چین و
بے قرار سیما ب صفت جان کو تسکین نصیب ہوئی۔

بقول جگہ مراد آبادی مرحوم

جان ہی دے دی جگہ نے آج پستے یار پر
عمبر کی بمقارری کو قسار آ ہی گیب

ہفت روزہ تکبیر کراچی کے مدیر شہیر نے چند ہفتے قبل محاذ جنگ میں اس عظیم مجاہد کے ساتھ ملاقات کی تھی اور ان پر تبصرہ اور محاذ کے متعلق نہایت ہی قیمتی معلومات فراہم کی تھیں جس میں آپ کا انٹرویو بھی شامل تھا۔ پھر اس کے بعد آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ تب تکبیر کے جہاد افغانستان نمبر میں ان پر نہایت ہی دل آویز انداز میں تبصرہ کیا۔ تب تکبیر کا شمار نمبر ۳۸ جلد نمبر ۷ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس میں مدیر محترم نے ”مجاہدین افغانستان کے ویس ہیں“ کے زیر عنوان جو سلسلہ سفر افغانستان شروع کیا ہے۔ اس میں آپ نے اس عظیم مرد مجاہد کے بارے میں جو بصیرت افروز خیالات پیش کئے ہیں اور ان کے جذبہ جان سپاری پر داد تحسین اور عقیدت و محبت کے جو پھول بچھا کر رکھے ہیں وہ آپ نے الحق کے پچھلے شمارہ میں ملاحظہ فرمایا ہو گا۔

مولانا احمد گل حقانی نے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں سورۃ یحکم محرم الحرام ۱۳۸۷ھ کو فارم داخلہ پر کیا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے آپ وطن میں مختلف مدارس اور مساجد میں حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم اور منہجی کتابیں پڑھنے کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی شبانہ روز محنتوں اور ان کے اخلاص و لگن کا اثر ہے۔ کہ جہاں بھی جو ہر قابل تھا۔ مادر علمی کی مقناطیسی جاذبیت نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ کچھ عرصہ آپ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی مسجد میں رہائش پذیر تھے۔ اور وہاں پر حضرت الشیخ کی آغوش شفقت میں چند مہینے گزارے۔ آپ ان کے خدام خاص میں شامل تھے اور کئی دفعہ حضرت الشیخ کی امامت کی سعادت بھی حاصل کی۔ حضرت الشیخ نے ان کو اپنی دعوات مستجابہ سے خوب خوب نوازا۔ پھر اس کے بعد جب دارالعلوم کے دارالنامہ (ہسٹل) میں منتقل ہوئے تو یہاں بھی فارغ اوقات میں اپنے اساتذہ کے ہاں باقاعدہ حاضری دیتے اور ان کی خدمت گزاری و طاعت شعاری اپنا وظیفہ بنایا۔ ذہانت و قابلیت کا یہ عالم تھا کہ تمام کتابوں کو اپنے ہم درس ساتھیوں کے ساتھ تکرار کرتے۔ اس کے ساتھ تہجد گزار، قائم الیل و صائم النہار بھی تھے۔ دورہ حدیث میں آپ نے چھ سو نمبرات پورے حاصل کئے۔ اور پانچ نمبرات انعامی اور حوصلہ افزائی کے توکل چھ سو پانچ نمبرات آپ نے حاصل کئے۔

مولانا جلال الدین صاحب حقانی جو کہ جہاد افغانستان میں مجاہدین کے کمانڈر ان چیف ہیں۔ ان دونوں کا زمانہ طالب علمی سے گہرا تعلق تھا۔ اور ہم پیالہ و ہم نوالہ کے مصداق ائم تھے۔ دونوں نے ایک ہی سال داخلہ لیا اور ایک ہی کتابیں پڑھتے تھے۔ اور ایک ہی سال فارغ ہوئے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ دورہ حدیث میں مولانا جلال الدین حقانی کے ۶۰۶ نمبرات ہیں جب کہ آپ کے ۶۰۵۔

پھر جب جہاد افغانستان کا آغاز ہوا اور مجاہدین نے باقاعدہ مسلح جہاد کا عزم کیا تو بھی دونوں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ جہاد میں مصروف ہوئے۔ دوستی اور معیت کا یہ مظاہرہ کمتر دیکھنے میں آیا ہے۔ لیکن آپ کی شہادت

نے دوستی کے اس عظیم اور مضبوط بندھن کو توڑا۔ اور بقول شاعر

د کنا کند مافی جذیمۃ حقیہ من الدھر حتی قیل لن یصدّعا
فلما تفرقنا کافی و مالکا لطول اجتماع لم بنت لیلة معا
فتی کان اخی من فتاة حیة واشجع من لیث اذا ما تمنعا
ترجمہ: ”مدتوں ہم لوگ جذیمہ کے ندیموں کی طرح رہے۔ یہاں تک کہ یہ کہا گیا کہ یہ لوگ ایک دوسرے
سے کبھی جدا نہ ہوں گے۔ اور جب ہم بچھڑ گئے تو طول مصاحبت کے باوجود ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
میں نے اور مالک نے ایک رات بھی بسر نہیں کی۔ میرا بھائی دوشیزہ سے زیادہ باجیا اور شیر سے
زیادہ بہادر اور خود دار تھا“

موصوف نہایت ہی خوش لباس و خوش اطوار اور سادگی کی مجسم تصویر تھے۔ عالم شباب ہی میں آپ کا چہرہ
سے نورانیت ٹپکتی تھی۔ اور بمصداق حدیث اذ ارأوا ذکر اللہ کے مظہر اقم
نگاہوں سے برستی ہے اوائل سے ٹپکتی ہے
محبت کون کہتا ہے کہ پیچا فی نہیں جاتی

راقم الحروف نے جب یہاں ماورِ علمی میں داخلہ لیا تو ان کے ساتھ ملاقات ہوتی رہی کیونکہ وہ ہمارے مکہ کو
حضرت والد مرحوم علامہ عبدالحلیم صاحب صدر المذہبین والعلوم حقانیہ کے پاس بعد از نماز عشاء تشریف لاتے
اور مولانا جلال الدین بھی آپ کے ہمراہ ہوتے۔ اپنے شفیق استاد کو دباتے۔ ان کے سر کو مالش کرتے اور دیر تک حضرت
صدر صاحب سے استفادہ فرماتے رہتے۔ یہ بابرکت محفل انجمن قدسیاں کا حسین منظر اور دلکش سماں پیش کرتی۔
اگر کبھی ناغہ ہو جاتا تو حضرت صدر صاحب قدس سرہ ان سے ناغے کے بارے میں دریافت فرماتے۔ کہ آپ کیوں
رات تشریف نہیں لائے۔ کوئی مہمان وغیرہ آیا تھا یا اور کوئی سبب۔ مولانا احمد گل حقانی اور مولانا جلال الدین
حقانی ایک دوسرے کو دیکھتے۔ پھر مولانا احمد گل صاحب فرماتے کہ ایسی کوئی وجہ نہیں بلکہ کبھی کبھی ہم قصداً ناغہ
کرتے ہیں۔ کیونکہ ہماری وجہ سے آپ کے آرام اور اوراد معمولات میں فرق اور خلل پڑتا ہے۔ حضرت صدر صاحب
بتجسس انہی میں فرماتے۔ کہ آپ نے مجھے عادی بنایا ہے تو اس وجہ سے آپ لوگوں کا انتظار کرتا ہوں۔ آہ!

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

اور بقول علامہ اقبال

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے کل تلمک گردش میں جس ساقی کے پیمانے سے

غیر توسّاتی سہی لیکن پلائے گا کہ اب نہ وہ میکش رہے باقی نہ میخانے ہے
مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ ہوا بول کہ دارالعلوم حقانیہ کی وسیع جامع مسجد میں نماز مغرب اکثر مولانا احمد گل صاحب
پڑھاتے۔ اس میں عام طور سے آپ سورہ لیس کی چند آیتیں تلاوت کرتے۔ ایک دن میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو غالباً قرآن
پاک میں ان آیتوں کے علاوہ اور کوئی حصہ یاد نہیں۔ کہ بس آپ دُعا لای لا اعبدا للذی فطر فی الایۃ پڑھتے ہیں۔ اس پر آپ
کا چہرہ چمک اٹھا۔ اور دل آویز تبسم فرمایا۔ اور کہا کہ آپ لوگ ہر چیز کو مد نظر رکھتے ہیں۔
بندہ نے جب آپ کی شہادت کی خبر سنی تو دماغ کے سکیرین پر آپ کا سراپا گردش کرنے لگا۔ وہ نماز مغرب یہ
لطیفہ وہ تبسم۔ اس کے ساتھ ہی یہ آیت جو کہ آپ نماز مغرب میں پڑھا کرتے
یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین ۷۰

بہر تسکین دل میں رکھ لی ہے غنیمت جان کر
جو بوقت نماز کچھ جنبش تھے آبرو میں تھی

سر دار واڈو کے دور حکومت میں آپ نے افغانستان سے ہجرت کی تھی۔ اُس وقت سے لے کر تا دم مرگ
انہوں نے ہزاروں کمیونسٹوں، دہریوں، روسی اور کارمل فوجیوں کو واصل جہنم کیا۔ آپ کے سرفروشانہ کارناموں کا
سلسلہ کافی طویل ہے۔ وفات سے چند دن قبل موضع باڑی میں دشمن کے ایک بہت بڑے حملے کو پسپا کیا جس
میں دشمن کو کافی نقصان پہنچا یا۔ اور ان کو ہر بیت اٹھانی پڑی۔ اس لڑائی میں مجاہدین نے اسلحہ کے کافی ذخیرے پر
قبضہ کر لیا۔ اور مال غنیمت میں کافی اشیاء ہاتھ آئیں۔ بالآخر ۱۶ اگست بروز جمعہ المبارک آپ کی شہادت کا واقعہ
پیش آیا۔ افغانستان کے صوبہ پکتیا میں بمقام لالہ نیرہ آپ کو خداوند قدوس نے غلعت شہادت سے نوازا۔ اور
دوسرے دن بروز ہفتہ ہزاروں اٹک بار آنکھوں اور دھڑکتے دلوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور میراں
شاہ کے قبرستان شہداء متصل تبلیغی مرکز میں آپ سپرد خاک کر دئے گئے۔

ادیوں شہداء بدر و حنین اور خونین کفنان یرموک و تبوک میں ایک اور خونین کفن کا اضافہ ہوا ۷۰

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

سلام ہو اس مرد مومن کی روح پر، جو حق کی خاطر جیا اور حق کی خاطر مرا۔ اولاً اپنی زندگی کی بہاریں تحصیل علم
پر نکالیں اور جب تحصیل علم سے فراغت حاصل کی تو اس کی خودداری اور حیبت نے یہ گوارا نہ کیا کہ دہریوں اور
کمیونسٹوں کے ناپاک قدم افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوں۔ انہوں نے اس کے خلاف باقاعدہ مسلح جہاد کا آغاز
کیا۔ اور ایک ایسی داری پر غار میں قدم رکھا کہ قدم پر کلفتیں اور صعوبتیں اس کا استقبال کرتی رہیں۔ کبھی